S3

حالات حاضرہ

ترکی میں نئے دور کا آغاز

مسلم سجاد

عام جمہوری روایات کے مطابق جو وزارتِ عظمیٰ رفاہ کے سربراہ نجم الدین اربکان کا آج سے ۶ ماہ پہلے حق تھی، بالآخر مسعود یلماز اور تانسو چلر کی مخلوط حکومت کی ناکامی کے بعد، ان کو مل گئی ہے۔ برطانوی دانش ور' Faith and Power کے مصنف ایڈورڈ مارٹیمر نے فنانشل ٹائمز (۱۲ جون ۹۶) میں لکھا کہ ''حساب کتاب کیا جائے تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اربکان حکومت بنائے اور ترکی کے معاشی بحران سنبھالنے کی ذمہ داری میں شرکت کرے، بجائے اس کے کہ اسے مزید حمایت ''تعمیر'' کرنے کی ''لگژری'' (luxury) کی اجازت دی جائے'' لیکن اس نے متنبہ کیا کہ ''اگر ترکی نے اپنا منہ مغرب کی طرف سے پھیرلیا تو پورے یورپ میں بہت زیادہ صدمہ (shock) ہوگا''۔ گذشتہ ماہ فلورنس میں یورپ کے سب بڑے جمع تھے۔ فرانس کے صدر شیراک نے مسعود یلماز کو کھانے پر الگ بلاکر، اپنی تنبیہہ پہنچائی کہ ہم ترکی میں دوسرا الجیریا یا ایران نہیں چاہتے۔ اسرائیل کا صدر ویزمین، استنبول میں ماحولیات کانفرنس میں شرکت کے لیے آتے ہوئے ہوائی جہاز میں ایک سوال کے جواب میں کہہ گزرا کہ ''میں نے ترکی آنے کی دعوت انھی معاملات کی خاطر قبول کی۔ میں سلیمان دیمرل کو اچھی طرح جانتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ وہ اس طرح کی صورت حال کو روکنے کے لیے اس کے اختیار میں جو کچھ ہے، ضرور کرے گا''۔ ویزمین نے یہ بھی کہا کہ ''فوج بھی بیٹھی نہیں رہے گی''۔ یہ بیان ۱۱ جون کو ریڈیو اسرائیل سے عبرانی میں نشر ہوا۔ (ترکی پریس میں اس کی اشاعت پر شور مچ گیا۔ اسرائیلی سفارت خانے نے وضاحت جاری کی۔ اربکان کا تبصرہ تھا: میرے خیال میں ویزمین جہاندیدہ سیاستدان ہیں۔ انھیں معلوم ہو گا کہ انھیں ایسا بیان نہیں دینا چاہیے)۔

رفاہ (۱۵۹ ممبران) اور ٹرو پاتھ پارٹی (۱۲۹ ممبران) میں ۳۶ وزارتوں میں تعداد کے لحاظ سے برابر کی تقسیم، وزارتوں کی اہمیت کے حوالے سے نامنصفانہ محسوس ہوتی ہے۔ چلر نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ ہیں۔ تعلیم، داخلہ، دفاع، خارجہ اور مذہبی امور کی وزارتیں اور کئی اہم محکمے جونیئر پارٹنر کو ملے ہیں۔ جب کہ رفاہ کے حصے میں مالیات، انصاف، زراعت، ثقافت، توانائی اور لیبر جیسی وزارتیں

آئی ہیں، سرکاری ٹیلی ویژن کا کنٹرول بھی (ترکی کے نظام میں وزارت عظمیٰ کا بجٹ باقی پوری حکومت کے بجٹ کے برابر ہوتا ہے)۔ رفاہ کے حامیوں کے لیے یہ ایک ناخوشگوار صورت حال ہے۔ رفاہ، یلماز کو تقریباً یہی وزارتیں اور وزارت عظمیٰ کا پہلا دور دینے پر آمادہ تھی۔ کیا وہ ہر قیمت پر اقتدار میں آنا چاہتے ہیں؟ ان کا موقف ہے کہ ترکی کے مسائل حل کرنے کی ہماری بھی ذمہ داری ہے اور ہم اپنی یہ ذمہ داری ادا کرنا چاہتے ہیں۔ پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر اور اب وزیر مملکت عبداللہ گل نے کہا: "ہماری طاقت کا راز 'اقتدار نہیں' خدمت ہے۔ اور ہم نے خدمت والی وزارتیں ہی لی ہیں"۔ یہ الزام بھی ہے کہ چلر کو کرپشن کے مقدمے سے بچایا گیا ہے۔ رفاہ کے ایک ممبر پارلیمنٹ نے کہا کہ "چلر پر الزامات درست ہو سکتے ہیں لیکن اسے جیل بھیجنا میری پہلی ترجیح نہیں، میری ترجیح تو اپنے عوام کی خدمت ہے"۔ کیا بدنام سیاست دانوں سے اشتراک کر کے آپ کچھ بھلائی حاصل کر سکتے ہیں؟" بلدیات میں ہمارا تجربہ ہے کہ ایک دیانت دار، باصلاحیت فرد بھی بہت فرق ڈال دیتا ہے"۔

نئی حکومت کو غیر معمولی چیلنج درپیش ہیں۔ معاشی بحران، غیر معمولی افراط زر، کرد مسئلہ، نیز یہ کہ ترکی کے بیرونی مفادات کو اتنا الجھا دیا گیا ہے کہ سلجھانا آسان کام نہیں۔ اسرائیل سے دفاعی معاہدے کے بارے میں سابق وزیر دفاع کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ نہ حکومت سے متعلق ہے، نہ اسمبلی سے، نہ وزارت دفاع سے۔ یہ فوجی ہیڈ کوارٹر کا معاملہ ہے اور وہاں بھی چند مقتدر جرنیلوں کا۔ اس وقت کے وزیراعظم مسعود یلماز نے بھی اس معاہدے کے ترکی کے مفاد میں ہونے کے بارے میں اپنے شبہات کا اظہار کیا تھا۔

اربکان صورت حال بہتر کرنے کے لیے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے پریس کانفرنس کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا تو مغربی میڈیا نے اس کا بھی نوٹس لیا۔ انہوں نے مسلم دنیا سے تعلقات بڑھانے پر زور دیا ہے۔ وہ قازقستان سے مراکش تک اسلامی بلاک کے علمبردار ہیں۔ امریکہ کے انڈر سیکرٹری آف اسٹیٹ پیٹرٹرن آف سے جو حالات کا جائزہ لینے انقرہ آئے تھے انہوں نے ۴ جولائی کو صاف کہا کہ امن کی خاطر اسرائیل کو جولان کی پہاڑیوں سمیت ان سب علاقوں کو خالی کر دینا چاہیے جو اس نے حملہ کر کے قبضہ کیے ہیں۔ داخلی محاذ پر تنخواہوں میں ۵۰٪ اضافہ کے جو اثرات ہوں گے اس کا اندازہ ہم بھی کر سکتے ہیں۔

اربکان نہ مصدق ہیں، نہ ناصر اور نہ ہی خمینی۔ انھیں ایک عملی صورت حال سے سابقہ ہے۔ ان کا یہ وعدہ ہے کہ اب حکومت یہ یقینی بنائے گی کہ کوئی اقدام ترکی کے مفادات کی قیمت پر نہ کیا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مغرب اور اسلام کا تنازعہ دونوں کے مفاد میں نہیں ہے۔ معلوم نہیں مغرب میں کتنے لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ وہ اکتوبر ۹۴ میں امریکہ کے دورے پر گئے تو کہا کہ گزشتہ ۵۰ سال سے ترکی

نے صرف قرض لیا ہے' ایک پیسہ بھی واپس نہیں کیا ہے۔ رفاہ اقتدار میں آئے گی تو مختصر مدت میں پائی پائی ادا کر دے گی' اس لیے کہ ہم معیشت بحال کر دیں گے۔ پھر ہمارے تجارتی تعلقات نئی بلندیوں کو چھوئیں گے۔ ایک امریکی سفارت کار نے ان سے ملاقات کے بعد کہا' اربکان بہت ہی خطرناک آدمی ہے۔ اس لیے کہ وہ نہایت ذہین ہے۔

۷۰ سالہ خوجہ (مذہبی اور مقدس فرد)' انجینئر' ڈاکٹر' پروفیسر اور اب وزیراعظم اربکان ایک قاضی کے بیٹے ہیں۔ ۱۹۴۸ میں انجینئرنگ کی ڈگری لی' ۱۹۵۱ میں ترکی سے پہلا اور ۱۹۵۳ میں جرمنی سے دوسرا پی ایچ ڈی کیا۔ استنبول کی ٹیکنیکل یونیورسٹی کے ہوسٹل میں وہ اپنے کمرے میں جماعت کراتے تھے۔ یہ اس دور میں نہایت غیر معمولی بات تھی۔ اکثر تین چار افراد ہی ہوتے تھے۔ ان میں ایک طالب علم سلیمان ڈیمرل بھی ہوتا تھا۔ اربکان نے مختلف عہدوں پر کام کیا اور جہاں بھی کام کیا ہے' اپنے نقوش چھوڑے ہیں۔ سیاست میں آئے تو آگے ہی بڑھتے گئے' ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کیا اور راستہ نکالا۔ ۱۹۷۴ میں جب وہ نائب وزیراعظم بنے تو وزیراعظم کی غیرحاضری میں ان کے فیصلے کی رو سے ترک افواج نے قبرص پر حملہ کیا اور وہاں ترکوں کو نسلی صفائی سے بچایا اور آج وہ امن و سلامتی سے شمالی قبرص کی ترک جمہوریہ میں رہتے ہیں۔ انھیں بنیاد پرست قرار دے کر وزیراعظم بننے سے روکنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ لیکن اسلام دشمنوں کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ بنیاد پرست نہیں ہیں! وہ ماڈرن' اور خطرناک حد تک معتدل ہیں۔

رفاہ کی کامیابی کا راز دیانت اور مستعدی ہے۔ جو بلدیات انھوں نے سنبھالی ہیں وہاں تبدیلی ہر ایک کو نظر آتی ہے۔ ایک ہی سال میں استنبول کارپوریشن کی آمدنی میں ۸۰۰ فی صد اضافہ ہوا۔ ان کے زیرانتظام بلدیات میں شہریوں کو سستی روٹی اور صاف پانی مل رہا ہے' سڑکیں اور گلیاں صاف ستھری رہتی ہیں' پبلک ٹرانسپورٹ باآسانی سب کو ملتی ہے' دفتروں میں سب کام رشوت کے بغیر تیزی سے ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کی خدمت کریں گے اور لوگ شراب خانوں اور نائٹ کلبوں کا علاج خود کر لیں گے جو اس وقت صحت مند جسم پر پھوڑے پھنسیوں کی طرح ہیں۔

اربکان اور رفاہ پارٹی کے اب تک کے ریکارڈ کی بنیاد پر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ موجودہ چیلنج کا کامیابی سے مقابلہ کر کے امت مسلمہ کے درخشاں مستقبل کا راستہ کھولیں گے۔ کمالی دور میں اور اس کے بعد ترک قوم کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے' اس کے باوجود رفاہ کی مسلسل بڑھتی ہوئی مقبولیت (قومی انتخابات میں ۲۱.۵ فی صد کے بعد حالیہ ۴۱ ضلعوں کے بلدیاتی انتخابات میں ۳۳.۵ فی صد ووٹ۔ ان کو قومی سطح پر منتقل کیا جائے تو آیندہ اسمبلی میں مطلق اکثریت حاصل ہوتی ہے) اس بات کا ثبوت ہے کہ ترک قوم کے اجتماعی ضمیر سے ان کی اسلامیت کو کھرچا نہیں جا سکا ہے۔ رفاہ کی کامیابی میں خواتین کا غیر

معمولی کردار ہے۔ جب اربکان ان کو ماضی رفتہ کی یاد دلاتے ہیں تو وہ اپنے سنہرے مستقبل کی تعمیر کے لیے ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔ یقیناً راستہ دشوار ہے، قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں، اقتدار دیا ہی اس لیے گیا ہے کہ وہ ناکام ہوں، ناکام کرنے کی ہر تدبیر کی جائے گی، لیکن مسلمانوں کی عزت اور وقار اور موجودہ دور مظلومیت کے اختتام کا خواب دیکھنے والوں کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ اگر آج جمہوریت کا نام جپنے والے اور مسلمانوں پر جمہوریت دشمنی کا الزام لگانے والے مغربی حکمراں، مسلمان ملکوں کو جمہوریت کی راہ پر آگے بڑھنے کی "اجازت" دے دیں تو افغانستان، الجیریا، مصر، مراکش، تیونس، انڈونیشیا اور پاکستان جن کا جسم اپنوں کے لگائے ہوئے زخموں سے لہولہان ہے، ۲۱ ویں صدی میں پرامن، خوش حال مستحکم، باوقار، آزاد جمہوری ملک کی حیثیت سے داخل ہوں گے جہاں عوام کی خواہشوں اور آرزوؤں کے مطابق ان کے دین کی فرمانروائی ہوگی، اقلیت کے دور استبداد کا خاتمہ ہوگا اور ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ بنیاد پرستی کے الزام لگا لگا کر اور عراق، ایران، سوڈان اور لیبیا پر پابندیاں لگا لگا کر، اس رو کو روکا نہیں جا سکتا جو غالب ہونے کے لیے چلی ہے۔ وزیراعظم نجم الدین اربکان، وزیراعظم گلبدین حکمت یار کے بعد معلوم نہیں ابھی کتنے ایسے نام اور ہوں گے جو دنیا کے ہر حصے کے مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں، وہ آئیں گے اور ان مسلط ناموں سے نجات ملے گی جن کے لیے دلوں میں نفرت اور غضب کے سوا کچھ نہیں۔

آج دنیا کی نظریں ترکی پر لگی ہیں، مغرب اندیشوں میں مبتلا ہے، اسلامی دنیا امید و بیم کی نظروں سے دیکھ رہی ہے، مسلمان ملکوں کے ناجائز مسلط حکمرانوں کی نیندیں اڑی ہوئی ہیں۔ ایک غیر معمولی تجربہ کا آغاز ہوا ہے۔ انقلابی اصلاحات کے وعدے نہیں، صرف دیانت دار، خادم اور مستعد حکومت کو عوام نے اپنے اعتماد سے نوازا ہے۔ ترکی دستور کی پابندیاں اپنی جگہ، رفاہ کی حقیقت اور پروگرام واضح اور آشکار ہے۔ رفاہ کے قائد کے لیے چیلنج یہی ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کی تاریخ کے اس نازک مرحلہ پر اپنے منصب کی اہمیت کو محسوس کریں اور ایسی کارکردگی سامنے لائیں کہ دشمن کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں اور جلد ہی وہ نئی صبح طلوع ہو جس میں ترکی ماضی کی طرح پھر عالم اسلام کی قیادت کرے۔

ماخوذ از:

M H Faruqi, Refah breaks the Curfew, no radical solutions, just better government, IMPACT international, vol 26 No 7 July 1996